OPEN ACCESS: http://theislamicculture.com

The Islamic Culture
الثقافة الاسلامية
Bi-Annual Research & Refereed Journal
Published by
Sheikh Zayed Islamic Centre,
University of Karachi
SZIC
ISSN (Print) : 1813-775X
ISSN (Online) : 2663-1709

سیرتِ طیبہ کے ازدواجی پہلو پر مستشرقین کے شبہات کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ

Research and Critical Review of Orientalist Doubts on the Marital Aspect of Sira-e-Taiba

***Dr Hafiz Muhammad Sani**
Chairman Department of Quran o Sunnah, Director Seerat chair, Federal Urdu University Karachi

***ڈاکٹر حافظ محمد ثانی**
ڈائریکٹر سیرت چیئر، صدر شعبہ قرآن وسنہ، وفاقی اُردو یونیورسٹی،
عبدالحق کیمپس، کراچی

****Bakht Shaid**
PhD scholar Department of Hadith & its Sciences, International Islamic University Islamabad

****بخت شید**
پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ حدیث، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام

ABSTRACT:

Islam is a natural religion, and the teachings of the Holy Prophet (saw) are in accordance with human nature and fulfill ample resources for the fulfillment of human economic and social needs.

The multiple marriages of the Holy Prophet ﷺ was indispensable to the Muslim Ummah due to the fulfillment of the Prophet's mission, universal propagation of the religion, education and training of the Ummah, familiarity with all aspects of life and other universal causes.

However, non-Muslim protesters and Orientalists have distorted the facts and reasons for the Prophet's marriages and criticized his character and character with regard to polygamy. The Holy Prophet (sws) spent twenty-five years of his life with a widow.

There were many reasons for the polygamy of the Prophet (peace and blessings of Allaah be upon him). Among them the explanations of the domestic aspects of Sira-e-Taiba, redressal of widows and protection of life and property and attainment of missionary and political goals.

There are many benefits and advantages of polygamy of the Holy Prophet which have been acknowledged by some Orientalists such as John Bagot, Margolioth D.S and Sir William Muir etc.

This article presents a research and critical review of the Orientalists' objections to the polygamy of the Holy Prophet.

Key Words: Polygamy, Religion, Orientalists, objections, Seerah.

دینِ اسلام فطری دین ہے اور رسول اکرم ﷺ کی تعلیمات انسانی فطرت کے عین مطابق اور انسانی معاشی و معاشرتی ضروریات کی تکمیل کے لئے وافر سامان مکمل کرتی ہیں۔ رسول اکرم ﷺ کی زندگی کا ہر پہلو انسانیت کے لئے بہترین نمونہ اور انسانی زندگی کو معراجِ کمال تک پہنچانے کا باعث ہے۔ آپ ﷺ کی زندگی کو اسوہ حسنہ اور انسانیت کے لئے کامل نمونہ خود قرآن کریم نے قرار دیا ہے:

{لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ}[1] "یقیناً تمہارے لئے رسول اکرم ﷺ کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔"

مسلمانوں کا یہ عقیدہ اور پختہ یقین ہے کہ آپ ﷺ کی زندگی اور آپ ﷺ کی تعلیمات انسانیت کو ہر موڑ پر کامل راہنمائی فراہم کرتی ہیں۔ آپ ﷺ نے جہاں انفرادی زندگی اور شخصی معاملات کے حوالے سے انسانیت کی راہنمائی فرمائی ہے اسی طرح اجتماعی، معاشی اور معاشرتی زندگی کے حوالے سے بھی زریں اصول اور ہدایات فراہم کی ہیں۔ آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس اور آپ ﷺ سے جن اشیاء کو نسبت حاصل رہی ان کی تقدیس و تعظیم مسلمان اپنا دینی اور مذہبی فریضہ سمجھتے ہیں، اور عمل میں کمی کوتاہی کے باوجود اس حوالے سے کسی قسم کے لچک کا مظاہرہ کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے، کیونکہ آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس سے تعلق، عقیدت و احترام ہی مسلمانوں کے پاس وسیلہ نجات ہے۔

بعض مستشرقین اور متعصب عیسائی دنیا نے اپنی بدقسمتی کے نتیجے میں آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس اور آپ ﷺ کے مختلف اقدامات اور اعمال کو تنقید کا نشانہ بنایا، بالخصوص آپ ﷺ کی ازدواجی زندگی کے حوالے سے ان کے ہاں بدتمیزی، بداخلاقی، ناانصافی اور تعصب کا سیلاب امڈ آیا ہے، مختلف لوگوں نے مختلف انداز سے آپ ﷺ کی زندگی کے اس پہلو کو ہدفِ تنقید بنایا ہے۔ اس آرٹیکل میں آپ ﷺ کے تعددِ ازواج کے اسباب و وجوہات، مصالح و حِکم اور مستشرقین کی بعض ہرزہ سرائیوں کا جائزہ پیش کیا جائے گا۔

تعددِ ازواج اور مستشرقین کے شبہات

نبی اکرم ﷺ کی ایک سے زائد شادیاں (تعدد ازواج) امّتِ مسلمہ کے لئے جو آپ ﷺ کی عفت و عصمت، زہد پرور زندگی اور حیات طیبہ کے ہر دور سے واقفیت رکھتے ہیں، پیغمبرانہ مشن کی تکمیل، دین کی عالمگیر ترویج واشاعت، امّت کی تعلیم وتربیت، حیاتِ طیبہ کے ہر گوشے سے واقفیت اور دیگر ہمہ گیر اسباب کی بناء پر ناگزیر تھیں۔ وہ آپ ﷺ کے اعلیٰ اخلاق اور اسوہ حسنہ کی روشنی میں اس امر کے معترف ہیں کہ آپ ﷺ کی شادیاں پیغمبرانہ زندگی کا حصہ تھیں۔ جس میں لذاتِ نفسانی کا شائبہ تک نہ تھا۔

لیکن غیر مسلم حلقوں کے لئے رسالت مآب ﷺ کی شادیاں قابلِ بحث قرار پاتی ہیں۔ غیر مسلم معترضین، مستشرقین نبی اکرم ﷺ کی شادیوں کے حقائق و اسباب کو مسخ کرکے آپ ﷺ کی سیرت و کردار کو تعدد ازواج (Poly Gamy) کے حوالہ سے ہدف تنقید بناتے ہوئے آپ ﷺ کی ذاتِ اطہر اور ازدواجی زندگی پر شہوت پرستی اور لذات نفسانی کے شرمناک اور بے بنیاد الزامات عائد کرتے ہیں۔

پیکرِ عفّت و عصمت، ہادیِ برحق، خاتم الانبیاء والمرسلین، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی حیاتِ طیبہ پر مغرب کی متعصب عیسائی دنیا میں اعتراضات واتہامات (بالخصوص رسول اللہ ﷺ کی ایک سے زائد شادیوں یعنی تعدّد ازواج، (Poly Gamy) کو ہدفِ تنقید بنانے اور آپ کی سیرت و کردار کے خلاف اظہارِ عداوت کی تحریک کا آغاز نامور عیسائی مستشرق جان آف دمشق (700 یا 749ء) سے ہوا۔ یہی وہ پہلا شخص ہے جس نے ایک منظم منصوبے کے تحت اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کے خلاف منفی تحریروں، دشمنی کی تحریک کا آغاز اور مناظروں کا دور شروع کیا۔ بعد ازاں یہی بیزنطینی روایات کا مصدرِ اوّل تسلیم کرلیا گیا۔ چونکہ اسلام کی تمسیخ کے لیے پیغمبرِ اسلام ﷺ کی سیرت، شخصیت اور دعوت کی تمسیخ ضروری تھی، لہٰذا اس نے آپ ﷺ کی حیاتِ طیبہ اور سیرت و کردار پر حملہ شروع کیا۔ داستان سازی کے اس صنعت خانے میں رسالت مآب ﷺ کے بارے میں طرح طرح کے افسانے اور مضحکہ خیز خرافات گھڑے گئے، یہی من گھڑت کہانیاں لاطینی یا بیزنطینی تاریخ اور بعد ازاں عیسائی چرچ کی تاریخ وروایات کا حصہ بن گئیں۔

پیغمبرِ اسلام ﷺ کی ذات بابرکات پر جنسی اتہامات اور اس حوالے سے اٹھائے گئے اعتراضات وشبہات کا سلسلہ مستشرقین کے لٹریچر کا باقاعدہ حصہ قرار پایا اور اس کا سلسلہ آج تک جاری ہے۔ مغرب کی عیسائی دنیا کا نامور مستشرق منٹگمری واٹ (Watt, W. Montgomery) تاریخی حقیقت کو جھٹلاتے ہوئے انتہائی دریدہ دہنی سے لکھتا ہے:

"We conclude, then, that virilocal poly gamy, or the multiple virilocal family, which for long was the distinctive feature of Islamic society in the eyes of Christendom, was an innovation of

Muhammad's. There may have been some instances of it before his time, but it was not widespread, and it was particularly foreign to the outlook of the Medinans."(2)

"ایک خاوند اور متعدد بیویوں پر مشتمل گھرانہ جو مدتوں عیسائیوں کی نظروں میں اسلامی معاشرے کی خصوصی شناخت رہا، وہ محمد ﷺ کے ذہن کی اختراع تھی۔ ممکن ہے ان سے پہلے اس کی چند مثالیں موجود ہوں لیکن یہ رسم عام نہ تھی اور خصوصاً اہلِ مدینہ کے لیے یہ بات بالکل نئی تھی۔"

ول ڈیورنٹ(Will Durant) اپنی تصنیف "The Age of Faith" میں لکھتا ہے:

"Women and power were his only indulgences"(3)

عورتیں اور اقتدار ہی بس آپ کی مصروفیات تھیں۔

ایک اور عیسائی مصنف(Geoffrey Parrinder) اپنی کتاب "Sex in the world's Religions" میں ایک سے زائد شادیوں (Poly Gamy) کو آپ ﷺ کی پیغمبرانہ شان کے منافی اور خود پیغمبری کے منصب کے لیے قابلِ مذمت گردانتا ہے۔(4)

رسول اکرم ﷺ کے تعددِ ازاواج کا قضیہ۔۔۔ چند حقائق

تعدّدِ ازواج کا دستور ہمیشہ انسانی معاشروں میں رواج پذیر رہا ہے، چنانچہ الہامی اور غیر الہامی مذاہب، تاریخ کے مختلف ادوار اور انسانی معاشروں میں اس کے ثبوت کے وافر دلائل پائے جاتے ہیں۔ تعدّدِ ازواج کی وجہ سے کسی بھی انسان کے معاشرتی مقام میں کمی نہیں آئی۔ یہی حال حضور اکرم ﷺ کا بھی ہے۔ لیکن جب ہم حضور اکرم ﷺ کی حیاتِ طیبہ کا تفصیلی مطالعہ کرتے ہیں تو اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ حضور ﷺ نے شادیاں جنسی جذبے کی تسکین کے پیش نظر کی ہی نہیں تھیں۔ بلکہ شادیوں سے آپ کے مقاصد اتنے بلند تھے کہ مستشرقین اور معترضین ان کے تصور سے بھی قاصر ہیں۔ حضور اکرم ﷺ کی شادیوں کے مسئلے پر تفصیلاً غور کرنے سے پہلے آپ ﷺ کی حیاتِ طیبہ کے مندرجہ ذیل حقائق کو ذہن میں رکھنا ضروری ہے:

(1) حضور ﷺ نے پچیس سال کی عمر تک کوئی شادی نہیں کی۔

(2) آپ ﷺ کے مردانہ حُسن اور نسبی وجاہت کی وجہ سے ان عورتوں کی کمی نہ تھی جو آپ ﷺ کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہونا چاہتی تھیں۔

(3) آپ ﷺ نے جنسی اباحیت کے ماحول میں اپنا عنفوانِ شباب تجرد کی حالت میں گزارا، لیکن کسی کو آپ ﷺ کے دامنِ عفّت پر کوئی دھبہ نظر نہ آیا۔

(4) آپ ﷺ نے پہلی شادی پچیس سال کی عمر میں کی۔ جس خاتون کو سب سے پہلے آپ ﷺ نے اپنی زوجیت کا شرف بخشا، وہ آپ ﷺ سے عمر میں پندرہ سال بڑی تھیں۔ شادی کے وقت ان کی عمر چالیس سال تھی۔ حضورِ اکرم ﷺ کے نکاح میں آنے سے پہلے وہ دو خاوندوں کی زوجیت میں رہ چکی تھیں۔

(5) حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی عمر کا پچیس سال کا عرصہ ان ہی واحد خاتون کے ساتھ گزارا۔ جن کے ساتھ آپ ﷺ سب سے پہلے رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئے تھے۔ اپنی عمر کے پچاسویں سال تک اور اپنی زوجہ محترمہ کی عمر کے پینسٹھویں سال تک، جب تک آپ ﷺ کی وہ زوجہ محترمہ زندہ رہیں، آپ ﷺ نے دوسری شادی نہیں کی۔

(6) پہلی بیوی کے انتقال کے بعد آپ ﷺ نے جس خاتون سے شادی کی، وہ ایک بیوہ اور معمر خاتون تھیں۔

(7) ایک زوجہ محترمہ، حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سوا آپ ﷺ کی تمام ازواج مطہرات میں سے کوئی بھی باکرہ نہ تھیں، حالانکہ حضور اکرم ﷺ اپنے امّتیوں کو باکرہ عورتوں کے ساتھ نکاح کرنے کی ترغیب دیتے تھے۔ روایت کے مطابق ایک موقع پر آپ ﷺ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے چہرے پر خوش بو اور مسرت کے کچھ آثار دیکھے تو آپ ﷺ نے ان سے یہ گفتگو فرمائی:

> تزوجت؟ قال قلت نعم قال فبكر أم ثيب قال قلت بل ثيب يا رسول الله قال فهلا جارية تلاعبها وتلاعبك أو قال تضاحكها وتضاحكك[5]

> "آپ ﷺ نے ان سے پوچھا: کیا تم نے شادی کی ہے؟ انہوں نے عرض کیا: ہاں یارسول اللہ ﷺ۔ آپ ﷺ نے پوچھا: تم نے کسی باکرہ عورت سے شادی کی ہے، یا غیر باکرہ سے؟ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! غیر باکرہ عورت سے شادی کی ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تمہیں کسی باکرہ عورت سے شادی کرنی چاہئے تھی کہ وہ تمہارے ساتھ دل لگی کرتی اور تم اس کے ساتھ دل لگی کرتے۔ وہ تمہارے ساتھ ہنسی مذاق کرتی اور تم اس کے ساتھ ہنسی مذاق کرتے۔"

(8) حضورِ اکرم ﷺ نے متعدد خواتین کو اپنے نکاح میں لینے کے باوجود فرمایا:

"مَالِیْ فِی النِّسَآءِ مِنْ حَاجَةٍ" "یعنی مجھے عورتوں کی کوئی حاجت نہیں ہے۔"[6]

(9) حضورِ اکرم ﷺ کی اکثر شادیاں پچپن سے لے کر اُنسٹھ سال تک کی عمر کے درمیان ہوئیں۔ جو شخص حضورِ اکرم ﷺ کی بیویوں کی تعداد کو گن کر آپ ﷺ کے کردار کے متعلق کوئی فیصلہ صادر کرتا ہے اور ایسا کرتے وقت مندرجہ بالا حقائق کو نظر انداز کر دیتا ہے، کیا اسے غیر جانبدار محقق اور انصاف پسند عالم کہا جاسکتا ہے؟ ہر گز نہیں۔ جو شخص پچیس سال کی عمر تک مجرّد رہے اور پچیس سے پچاس سال تک کا عرصہ ایک معمر خاتون کی رفاقت میں گزارے اور اس طویل عرصے میں کوئی جذبہ نہ جو اسے کسی غلط کام کی طرف متوجہ کر سکے اور نہ وہ مزید خواتین سے نکاح کا خیال اپنے دل میں لائے، کیا یہ بات ممکن ہے کہ جب اس شخص کی عمر پچپن سال ہو جائے تو یکایک اس کے جنسی جذبات طوفان بن کر اُمڈ آئیں اور عورتوں کی کوئی تعداد اسے مطمئن نہ کر سکے۔

ایک شخص جو اپنی خواہشات کا غلام ہو، اس کے ہاتھ میں اقتدار بھی ہو، ہزاروں لوگ اس کے اشارۂ ابرو پر جانیں قربان کرنے کے لیے تیار بھی ہوں، قوم کا ہر فرد اس کے ساتھ رشتہ مصاہرت قائم کرنے کو ایک بڑی سعادت سمجھتا ہو اور حسین سے حسین تر دوشیزاوں کے ساتھ شادی کرنے کے راستے میں اس کے لیے کوئی رکاوٹ بھی نہ ہو، ایسا شخص کیا کرے گا؟ کیا وہ اپنی زوجیت کے لیے حسین ترین دوشیزاوں کو منتخب کرے گا یا اس کی نگاہِ انتخاب بیوہ اور معمر خواتین پر پڑے گی؟ یقیناً ایسا شخص اپنی زوجیت کے لیے حسین ترین دوشیزاوں کو چُننے لگا اور وہ کسی بیوہ خصوصاً عمر رسیدہ بیوہ سے نکاح کے خیال کو کبھی دل میں نہیں لائے گا۔

رسول اکرم ﷺ کے تعددِ ازواج کے حوالے سے تین اہم نکات

حضورِ اکرم ﷺ کی حیاتِ طیبہ کے تاریخی حقائق ہمارے سامنے ہیں۔ آپ ﷺ کی ازدواجی زندگی پر بحث کرتے وقت تین چیزوں کو خصوصی طور پر ذہن میں رکھنا ضروری ہے:

1۔۔۔ پہلی یہ کہ آپ ﷺ نے ایک سے زیادہ عورتوں کو زوجیت کا شرف اس وقت بخشا جب آپ ﷺ کی عمر پچپن سال سے سے تجاوز کر چکی تھی اور پیرانہ سالی کا دور شروع ہو چکا تھا۔

2۔۔۔ دوسری چیز یہ ذہن میں رکھنا ضروری ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے کسی قسم کی مجبوری کے بغیر اپنی زوجیت کے لیے سوائے ایک کے تمام بیوہ خواتین کو منتخب فرمایا۔

3۔۔۔ تیسری بات اس سلسلے میں یہ ذہن نشین رہنی چاہیے کہ جو آدمی خواہش پرست ہوتا ہے، وہ صنف نازک کے ہاتھوں میں کھلونا بنا ہوتا ہے۔ وہ اپنی بیویوں کے جائز اور ناجائز مطالبے اور فرمائشیں پوری کرنے کے لیے سب کچھ کر گزرتا ہے، لیکن حضورِ اکرم ﷺ نے تو مدینے کا بے تاج بادشاہ ہوتے ہوئے بھی اپنے کاشانہ اقدس کو فقر کا گہوارہ بنا رکھا تھا۔ ازواجِ مطہرات کو آپ ﷺ نے بیگمات اور رانیوں کی طرح ناز نخرے سے نہیں رکھا بلکہ ایک بار جب انہوں نے اپنی مالی حالت کو بہتر بنانے کا مطالبہ کیا تو آپ ﷺ نے باذنِ خداوندی، اپنی

ازواجِ مطہرات کو دوٹوک الفاظ میں بتادیا کہ اگر تم مال ودولت کی خواہش مند ہو تو اس خواہش کو پورا کرنے کے لیے تمہیں خدا کے رسول سے علیحدگی اختیار کرنی پڑے گی اور اگر تم خدا کے رسول کے ساتھ رہنے کو ترجیح دیتی ہو تو پھر تمہیں قناعت اور صبر وشکر سے گزر بسر کرنی پڑے گی، معاملہ تمہارے ہاتھ میں ہے، چاہو تو دنیوی مال ومتاع کو اختیار کرلو اور چاہو تو خدا اور خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو۔ جس کو قرآن کریم نے ان الفاظ میں ذکر کیا ہے:

{يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ إِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا}(7)

"اے نبی! اپنی بیویوں سے کہہ دیجئے کہ اگر تمہیں دنیوی زندگی اور یہاں کا زیب وزینت درکار ہو تو آجاؤ میں تمہیں دنیوی سامان دے کر اچھے طریقے سے آزاد کروں۔"

اس پیشکش کے جواب میں تمام ازواجِ مطہرات نے حضورِ اکرم ﷺ ہی کو پسند کیا تھا اور کاشانہ نبوت کی شان فقر واستغناء پر دنیا کی ہر دولت کو قربان کردیا تھا۔

حضورِ اکرم ﷺ کا اپنی ازواجِ مطہرات کو یہ اختیار دینا اور اس کے جواب میں تمام ازواجِ مطہرات کا دنیوی مال ودولت کو پائے حقارت سے ٹھکرا کر آپ ﷺ کو اختیار کرنا اس بات کی ناقابلِ تردید دلیل ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کی ازواجِ مطہرات کا باہمی رشتہ جنسی خواہشات کی بنیادوں پر قائم نہ تھا بلکہ یہ رشتہ ان عظیم مقاصد کی بنیادوں پر قائم تھا جن کے لیے سب کچھ قربان کیا جاسکتا تھا۔ حضورِ اکرم ﷺ کی ازدواجی زندگی میں اس کے علاوہ بھی بے شمار ایسی داخلی شہادتیں موجود ہیں جو یہ ثابت کرتی ہیں کہ حضورِ اکرم ﷺ کا متعدد خواتین سے شادی کرنا جنسی خواہشات کی تسکین کی خاطر نہ تھا، بلکہ اس کے مقاصد کچھ اور تھے۔(8)

تعددِ ازواج کی حکمتیں

رسول اکرم ﷺ کی ایک سے زائد شادیوں کے بڑے عظیم مقاصد تھے۔ معروف سیرت نگار قاضی محمد سلیمان منصور پوری رسولِ اکرم ﷺ کی ازدواجی زندگی اور آپ ﷺ کی ایک سے زائد شادیوں پر تبصرہ کرتے ہوئے ان کے اسباب اور حکمتیں بیان کرتے ہوئے انتہائی اختصار اور جامعیت کے ساتھ لکھتے ہیں:

"نبی اکرم ﷺ کی حیاتِ طیبہ پر نظر ڈالیے کہ 63 سال میں سے ابتدائی 25 سال حضورِ اکرم ﷺ کے کمالِ تجرّد سے گزرتے ہیں۔ جس بزرگ ہستی نے 25 سال تک عین شباب اور جوانی کا زمانہ کمالِ تقویٰ اور نہایت ورع کے ساتھ پورا کیا ہو اور جس کے مردانہ حسن کے کمال نے اعلیٰ سے اعلیٰ خواتین کو اس سے شادی کا آرزومند کردیا ہو، پھر بھی ربع صدی تک

اس کے تجرّد و تفرّد پر کوئی شے غالب نہ آئی ہو، کیا ایسے شخص کی نسبت اعلیٰ رائے قائم نہیں ہوتی؟ جس مقدس ہستی نے 25 سے 50 سال تک کی عمر کا زمانہ ایک ایسی خاتون کے ساتھ بسر کیا ہو، جو عمر میں ان سے 15 سال بڑی اور ان سے قبل دو شوہروں کی بیوی رہ کر کئی بچوں کی ماں بن کر معمر ہو چکی ہو اور پھر اس ربع صدی کے زمانے میں ان کے لیے حضورِ اکرم ﷺ کی دل بستگی و محبت میں ذرا کمی نہ آئی ہو۔ بلکہ ان کے وفات پا جانے کے بعد بھی ہمیشہ ان کی یاد کو تازہ رکھا ہو، کیا اُن کی نسبت کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ اس شادی کی وجہ وہی تھی جو عام طور پر پرستارانِ حُسن کی شادیوں میں پائی جایا کرتی ہے؟

نبی اکرم ﷺ کی زندگی 55 سے لے کر 59 سال کی درمیانی مدّت کا پنج سالہ زمانہ ایسا ہے، جب ازواجِ مطہرات سے حجرات آباد ہوئے، اس لیے ہر شخص کو غور کرنا چاہیے کہ حیاتِ طیبہ کے 55 سالہ رویے سے بڑھ کر جو عمل ہوا، اس کے خاص خاص اسباب کیا تھے۔ خصوصاً جبکہ نبی اکرم ﷺ کی یہ حدیث بھی موجود ہے: "مَالِي فِي النِّسَآءِ مِنْ حَاجَةٍ" غور کرنے سے معلوم ہو جائے گا کہ نبی اکرم ﷺ نے جس قدر نکاح کیے ان کی بنیاد فوائدِ کثیرہ دین اور مصالحِ جمیلہ ملک اور مقاصدِ حسنہ قوم پر مبنی تھے۔ اور ان مصالح و مقاصد کا اس قدیم ترین زمانے اور عرب جیسے جمود پسند ملک میں حاصل ہونا شادیوں کے بغیر ممکن ہی نہ تھا۔"(9)

رسول اکرم ﷺ کے تعددِ ازواج کے اسباب:

ذیل میں ان اسباب و وجوہات کو بیان کیا جاتا ہے جن کی بناء پر نبی اکرم ﷺ نے ایک سے زائد شادیاں کیں۔

(1)۔۔سیرتِ طیبہ کے خانگی پہلو کی وضاحت

نبی اکرم ﷺ کی متعدد شادیوں کے اسباب و وجوہات میں سے ایک اہم سبب یہ تھا کہ رسول اکرم ﷺ کی گھریلو زندگی اور آپ ﷺ کا حسنِ معاشرت امت تک پہنچ جائے۔ اس کے متعلق حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی اپنے علمی رسالہ "کثرت الازدواج لصاحب المعراج" میں جو خاص اسی موضوع سے متعلق ہے، نہایت مدلل انداز میں معترضین کے اعتراضات کے جوابات دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ہر انسان کی زندگی کے دو پہلو ہوتے ہیں، کسی کی عملی حالت کا اندازہ کرنے کیلئے ضروری ہے کہ ان دونوں رخوں کو بے نقاب کیا جائے، ورنہ اس کے متعلق کسی صحیح نتیجہ پر پہنچنے کی امید کرنا امر لاحاصل ہوا کرتا ہے۔

وہ دو پہلو یہ ہیں، بیرونی زندگی، یہ زندگی کا وہ حصہ ہے جو انسان لوگوں کے سامنے بسر کرتا ہے۔ اس حصہ کے متعلق ہر انسان کے تفصیلی حالات معلوم کرنے کے لئے بکثرت شواہد دستیاب ہوسکتے ہیں۔" دوسرا پہلو انسانی زندگی کا وہ ہے جسے خانگی زندگی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے، یہ حیات انسانی کا وہ حصہ ہے جس سے ایک انسان کی اخلاقی حالت کا صحیح پتہ چل سکتا ہے۔ ہر فرد چار دیواری کے حالات، خانہ داری کے نشیب و فراز، خانگی تعلقات، اور دیگر راز و نیاز کی باتوں کو پردۂ راز میں رکھنا چاہتا ہے، کس وجہ سے؟

اس لئے کہ وہ انسانی کمزوریوں کا نقشہ پیش کرنے سے خائف ہے اور اس کی زندگی کا یہ پہلو افراط و تفریط کا ایک کمزور مجموعہ ہوا کرتا ہے۔ پس ایسی صورت میں دنیا کے ہر انسان کی صحیح زندگی کا اندازہ کرنے کے لئے جو سب سے بہتر کسوٹی ہوسکتی ہے وہ یہی ہے کہ اس کے خانگی حالات بھی دنیا کے سامنے اسی آب و تاب کے ساتھ پیش ہوسکیں جس طرح اس کی عام زندگی عوام کے روبرو موجود ہو۔

بس یہی وجوہ تھیں کہ دنیا کے انسان کامل اللہ کے برگزیدہ رسول ﷺ، نبیوں کے سردار اور کائنات عالم کے مختار کی حیات طیبہ کا ہر لمحہ بہ تمام و کمال دنیا کے روبرو پیش کیا گیا، آپ ﷺ کی عام اور خانگی زندگی دنیا کو معلوم ہو جائے، تاکہ عاشقان حق کے قلوب پر آپ ﷺ کی عظمت و صداقت کا سکہ جم جائے۔ عاشقین صادق اپنی زندگی کے لمحوں کو اس الہی سانچے میں ڈھال سکیں اور آنے والی نسلیں آپ ﷺ کی عملی زندگی کو اپنا دستور العمل بنا سکیں۔ چنانچہ آپ ﷺ کی زندگی کے حالات من و عن اس زبردست تحقیق و صحت کے ساتھ دنیا کے سامنے آئے کہ جس کی نظیر دنیا کا کوئی مذہب، کوئی قوم پیش نہیں کرسکتی۔

یہ صرف پیغمبر آخر الزماں علیہ الصلاۃ والسلام کا اسوہ حسنہ ہی تھا جس نے مسلمانوں کو ہر انسانی فلسفہ سے مستغنی بنا دیا، آنحضرت ﷺ کی بیرونی اور خانگی زندگی کے عمل کو سرانجام دینے کے لئے خداوند قدوس نے خاص خاص وسائل اور اسباب مہیا کر دئے، چنانچہ ایسی دو جماعتیں پیدا ہوئیں جنہوں نے اس ضروری امر اور فرض کو ایسی خوش اسلوبی اور احتیاط کے ساتھ پایۂ تکمیل کو پہنچایا کہ دنیا کے دانشور دیکھ کر دنگ رہ گئے۔ پہلی جماعت صحابہ کرام کی تھی اور دوسری حضرات اُمّہات المؤمنین کی۔

حکیم الامت مزید لکھتے ہیں:

"حضرات صحابہ کرام کی مقدس جماعت نے صرف آپ ﷺ کی بیرونی زندگی کو بالتفصیل دنیا کے سامنے پیش کیا، لیکن خانگی حالات کا ضروری حصہ دنیا کے روبرو پیش ہونا باقی رہ گیا تھا۔ جس کے بغیر آپ ﷺ کی سیرت ادھوری اور نامکمل رہنے کا اندیشہ تھا اور معترضین کے لئے اعتراضات کی گنجائش باقی رہتی۔ اس کام کے لئے ایسی جماعت کی ضرورت تھی جو تنہائی کے اوقات میں آپ ﷺ کی رفیق ہوتی، جو راتوں کی تاریکیوں میں آپ ﷺ کا ساتھ دیتی۔ چنانچہ ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن نے اس سلسلہ میں وہ خدامات انجام دیں جو خداوند کریم کو اپنے محبوب پاک ﷺ کے اس شعبہ زندگی کو دنیا کے سامنے پیش کرنے کے لئے مناسب معلوم ہوئیں، اس مبارک جماعت کی بدولت سیرت نبوی ﷺ کا وہ مخفی اور ضروری ذخیرہ دستیاب ہوا جس نے آپ ﷺ کی عظمت اور صداقت پر چار چاند لگا دئے اور حقیقت میں تعدد ازواج کے لئے سب سے بڑا موجب یہی ضرورت تھی۔ کس کو کیا معلوم ہوتا کہ اللہ کے سچے مرسل اور توحید کے علمبردار ﷺ اوقاتِ تنہائی کن مشاغل میں گزارتے ہیں، خلوت کی گھڑیاں کن کاموں میں بسر ہوتی ہیں۔[10]

ازواج مطہرات نے خاتم النبیین ﷺ کی حیات طیبہ کے اہم حصہ خانگی گھریلو زندگی کو امت کے سامنے پیش کرکے درحقیقت دین کے نصف حصہ کو ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دیا، اگر نبی اکرم ﷺ ایک سے زائد نکاح نہ فرماتے تو دین نامکمل رہ جاتا، ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے حجرے درحقیقت امت کی دینی تربیت گاہ اور ازواج مطہرات امت کی امّہات اور معلّمات تھیں۔ جنھوں نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خانگی زندگی، آپ ﷺ کی سیرت و کردار اور دینی تعلیمات کا وہ شعبہ جو خاص عورتوں سے متعلق تھا، بہ تمام و کمال محفوظ کر کے امت کے سامنے پیش کر کے تعلیمات نبوی ﷺ کی ترویج و اشاعت میں قابل ذکر اور اہم کردار ادا کیا۔

(2)۔ بیواوں کی دادرسی اور مالی و جانی تحفظ

آپ ﷺ کے تعدد ازواج ایک سے زائد شادیوں کا ایک سبب ان عورتوں کو جن کے شوہر غزوات یا تبلیغ اسلام کے لئے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر کے جام شہادت نوش کر چکے تھے یا دیگر اسباب کی بناء پر وہ عورتیں بیوہ یا مطلقہ ہو گئیں تھیں۔ ان کی دادرسی، انہیں تحفظ فراہم کرنا تھا، ان کی دلجوئی کی خاطر آپ ﷺ نے ان سے نکاح فرمایا، جس میں سے بیشتر نے خود آپ ﷺ کے دامنِ عفت و عصمت میں تحفظ اور پناہ کی خواہش ظاہر کر کے آپ ﷺ کو نکاح کی پیشکش کی تھی۔

(3)۔ تبلیغی اور سیاسی مقاصد کا حصول

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض نکاح سیاسی اسباب کی بناء پر کئے جن کا مقصد دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت، اور دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت کی راہ میں حائل رکاوٹوں کا خاتمہ، اسلام اور مسلمانوں کے دشمن و حریف طبقوں کو اپنا حلیف بنا کر اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لئے ہر ممکن اقدامات کرنا تھا۔

سیرت نگار مار گولیوتھ (Margolioth D.S) جو سیرت طیبہ پر تنقید اور نکتہ چینی کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتا، اسے بھی اعتراف ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک سے زائد شادیوں میں کئی مصلحتیں اور سیاسی وجوہات غالب تھیں۔[11]

☆... ام المومنین حضرت صفیہ مشہور یہودی قبیلہ بنو نضیر کے سردار حی ابن اخطب کی بیٹی تھیں۔ حضرت صفیہ کی پہلی شادی سلام بن مشکم قرظی سے ہوئی، اس نے طلاق دیدی تو کنانہ بن ابی الحقیق کے نکاح میں آئیں، کنانہ جنگ خیبر 7ھ میں مقتول ہوا اور یہ گرفتار ہو کر آئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آزاد کرکے اپنی زوجیت میں لے لیا، ام المؤمنین حضرت صفیہ سے نکاح سے قبل اسلام اور کفر کے مابین بیشتر جنگوں میں یہود کفار کا ساتھ دیتے رہے تھے۔ لیکن ام المؤمنین حضرت صفیہ کے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آجانے کے بعد اسلام اور مسلمانوں سے سخت بغض و عناد اور اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ہر قسم کی سازشوں میں مصروف عمل یہودیوں کا ایک بڑا حصہ غیر جانبدار ہو گیا اور یہود مسلمانوں کے خلاف کسی جنگ میں شریک و سہیم نہ ہوئے۔

ام المؤمنین حضرت صفیہ سے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے اس نکاح کے فوائد اور سیاسی اثرات کا اعتراف مستشرق منٹگمری واٹ (Montgomery Watt) کو بھی ہے۔[12]

☆... اُمّ المؤمنین حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا ابوسفیان بن حرب اموی قریش کے مشہور سردار کی صاحبزادی تھیں۔

ابتدائی دعوت اسلام کے موقع پر اپنے شوہر عبید اللہ بن جحش کے ہمراہ دعوت اسلام پر لبیک کہتے ہوئے دائرہ اسلام میں داخل ہوئیں اور حبشہ کی جانب ہجرت ثانیہ کی۔ ان کا شوہر عبید اللہ بن جحش اسلام سے مرتد ہو کر عیسائی بن گیا۔ مگر ام حبیبہ برابر دین اسلام پر قائم رہیں، اختلاف مذہب کی بناء پر عبید اللہ بن جحش سے علیحدگی ہوئی اور بعد ازاں رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح ہوا۔

ام المؤمنین ام حبیبہ کے والد ابوسفیان بن حرب اموی قریش کے مشہور سردار تھے، اسلام سے قبل قریش کے تین اشخاص بہت ذی اثر اور صاحب الرائے تھے، عتبہ، ابوجہل اور ابوسفیان، قریش کا فوجی علم "عقاب" ابوسفیان کے پاس رہتا تھا، اسلام اور مسلمانوں کے خلاف مشہور جنگوں میں مشرکین و کفار مکہ کے امیر الجیش و امیر العسکر کے طور پر شریک ہوئے۔

ابن سعد کی روایت کے مطابق ام حبیبہ کے نکاح کی خبر ابو سفیان کو مکہ میں ملی، اس وقت وہ رسول اللہ ﷺ کے محارب اور دشمن تھے مگر اس نکاح کو ناپسند نہیں کیا۔

ام حبیبہ اور رسول اللہ ﷺ کے نکاح کے بعد ابو سفیان مسلمانوں کے خلاف فوج کشی کرتے نظر نہیں آتے اور تھوڑے ہی عرصہ بعد دائرہ اسلام میں داخل ہو کر "من دخل دار أبي سفيان فهو آمن" کے الفاظ رسالت مآب ﷺ کی زبان مبارک سے ان کے لیے ادا ہوتے ہیں۔

"The Life and Times of Muhammad" کا مصنف غیر مسلم سیرت نگار جان بیگٹ (John Bagot) حضرت ام حبیبہ کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کی شادی پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"یہ واقعہ ہمارے ذہنوں پر عجیب و غریب اثر کرتا ہے۔ کہا یہ جاتا ہے کہ حضور ﷺ نے مختلف خاندان کی لڑکیوں سے شادیاں محض اس لئے کیں کہ ان خاندان والوں سے حضور ﷺ کے تعلقات استوار ہوں۔ آپ ﷺ نے خاص طور پر حبشہ کے شہنشاہ کو لکھ کر ام حبیبہ کو مدینہ بلوایا۔ اگر آپ ﷺ کا مقصد صرف ایک عورت کا حصول ہی تھا تو ایک سے بڑھ کر ایک حسین و جمیل اور خوبصورت سے خوبصورت لڑکی عرب ہی میں آپ ﷺ کو مل سکتی تھی۔ سینکڑوں خوبصورت لڑکیاں عرب ہی میں موجود تھیں۔ ان ساری پری پیکروں کو چھوڑ کر خاص طور سے ام حبیبہ کو جو بیوہ بھی تھیں، حبشہ سے بلوا کر حضور ﷺ کا شادی کرنا، اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ حضور ﷺ غالباً ام حبیبہ کے توسط سے ابو سفیان سے اپنے تعلقات بہتر بنانا چاہتے تھے۔"(13)

اس حقیقت کا اعتراف سر ولیم میور کو بھی ہے، وہ لکھتا ہے:

"پیغمبر اسلام ﷺ کو توقع تھی کہ ام حبیبہ کے والد ابو سفیان اس طرح (نکاح) سے آپ ﷺ کے مقصد کے قریب تر ہو جائیں گے۔"(14)

☆... ام المؤمنین حضرت جویریہ قبیلہ بنو مصطلق کے سردار حارث بن ضرار کی صاحبزادی تھیں۔ ان کا خاوند مسافع بن صفوان غزوہ مریسیع بنو مصطلق 5ھ میں قتل ہوا۔ اس غزوہ میں بکثرت لونڈیاں اور غلام مال غنیمت کے طور پر مسلمانوں کے ہاتھ آئے، نبی اکرم ﷺ نے انہیں آزاد کر کے اپنی زوجیت میں لے لیا۔ ان کا قبیلہ بنو مصطلق (جس کے سردار ان کے والد حارث بن ضرار تھے) انتہائی جنگ جو، طاقتور اور رہزنی اور لوٹ مار میں غیر معمولی شہرت رکھتا تھا۔ اسلام اور کفر کے درمیان معرکہ آرائیوں میں یہ قبیلہ ہمیشہ کفار کے حلیف کے طور پر مسلمانوں کے خلاف دشمنوں کی صف میں شریک رہا۔

غزوہ بنو مصطلق شعبان 5ھ بذات خود اس قبیلہ کے ساتھ پیش آیا، نبی اکرم ﷺ سے ام المومنین حضرت جویریہ کے نکاح کے بعد صورتحال یکسر بدل جاتی ہے۔ قبیلہ کے بیشتر افراد بشمول سردار قبیلہ حارث بن ضرار کے دائرہ اسلام میں داخل ہو جاتے ہیں، ڈاکہ زنی اور رہزنی سے تائب ہو جاتے ہیں اور قبیلہ بنو مصطلق اور اس کے حلیف قبائل کی حمایت اسلام کے لئے حاصل ہو جاتی ہے اور پھر کبھی یہ قبیلہ مسلمانوں کے خلاف صف آراء نظر نہیں آتا۔ جان بیگٹ (John Bagot) اس نکاح کے سیاسی فوائد اور ثمرات پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"اس (نکاح) نے بنی مصطلق کو جنگ سے بڑھ کر کامیابی سے اسلام کے لئے جیت لیا۔"(15)

☆... ام المومنین حضرت میمونہ رسالت مآب ﷺ سے نکاح سے قبل مسعود بن عمرو بن عمیر الثقفی کے نکاح میں تھیں، اس سے طلاق کے بعد ابورہم بن عبد العزّیٰ کے نکاح میں آئیں، اس کے انتقال کے بعد نبی اکرم ﷺ سے نکاح ہوا۔

ام المومنین حضرت میمونہ سردار نجد کی بیوی کی بہن تھیں۔ نبی اکرم ﷺ کے حضرت میمونہ سے نکاح کی بدولت مسلمانوں کے اہل نجد سے بہتر تعلقات قائم اور نجد کی سرزمین میں دعوتِ اسلام کی راہ ہموار ہوئی، جبکہ نجد ہی وہ علاقہ تھا جہاں کے لوگوں نے نبی اکرم ﷺ سے نجد کی سرزمین میں دعوتِ اسلام کے لئے مبلغین ستر (70) حفاظ قرآن لے جا کر دھوکہ سے ان تمام کو شہید کر دیا تھا۔ علاوہ ازیں اسلام اور مسلمانوں کو اہل نجد سے متعدد مواقع پر فتنہ و فساد کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ لیکن حضرت میمونہ سے نکاح کے بعد رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کو امن ہو گیا اور نجد کی سرزمین میں اشاعت اسلام کا آغاز ہوا۔

اس نکاح کا ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہوا کہ اسلامی تاریخ کے دو عظیم سپہ سالار حضرت خالد بن ولید اور حضرت عمرو بن عاص دائرہ اسلام میں داخل ہو کر اسلامی فتوحات اور اشاعتِ اسلام کا ہراول دستہ اور اسلامی تاریخ کے مثالی کردار قرار پائے۔ مغربی سیرت نگار واشنگٹن ارونگ (Irving, Washington) اس نکاح کے فوائد اور اثرات پر تبصرہ یوں کرتا ہے:

"یہ نکاح بھی بلاشبہ مصلحتوں پر مبنی تھا، جبکہ میمونہ اکیاون سال کی بیوہ تھیں۔ مگر اس تعلق سے آپ ﷺ کو دو طاقتور جاں نثار مل گئے، ایک ان بیوہ کے بھانجے اور بہادر سپہ سالار خالد بن ولید، اور دوسرے جاں نثار خالد کے دوست عمرو بن عاص"(16)

(4)۔ نسلی اور خاندانی عصبیت کا خاتمہ

نبی اکرم ﷺ کی ایک سے زائد شادیوں کا ایک سبب خاندانی، علاقائی، نسلی اور قبائلی عصبیت کا عملاً خاتمہ تھا، چنانچہ آپ ﷺ نے مختلف قبائل اور خاندان کی عورتوں سے شادی کرکے امت کے سامنے عملی نمونہ پیش کرکے ان تمام لعنتوں کا جو عرب کا سرمایہ افتخار سمجھی جاتی تھیں، خاتمہ فرمادیا۔

آپ ﷺ نے بزرگی اور تقرب کے تصوّر پارینہ کو پارہ پارہ اور نسلی اور قومی احساس برتری کے بتوں کو پاش پاش کر دیا، مروّجہ امتیازات مٹ گئے، اختلاف قومیت، تخصیص رنگ و نسل، خاندانی و قبائلی بت فنا ہو گئے۔ آپ ﷺ نے جاہلی کبر و نخوت پر ضرب کاری لگاتے ہوئے انسانی غرور و عصبیت کو کچل کر رکھ دیا، فرمایا:

"وہ قومیں جو اپنے مردہ آباؤ اجداد پر فخر کرتی ہیں، ان کو اس سے باز آنا چاہیے، وہ جہنم کے کوئلے بن چکے ہیں۔ ورنہ پھر وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نجاست کے ان کیڑوں سے بھی ذلیل تر ہوں گے جو اپنی ناک سے نجاست کو دھکیلتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تم سے یقینی طور پر جاہلیت کی عصبیت اور باپ دادا پر فخر کرنے کو مٹا چکے ہیں۔ (17)

ظہورِ اسلام کے وقت مذاہبِ عالم اور اقوام و امم پر عصبیت، قومیت، اور علاقائی و قبائلی اثرات چھائے ہوئے تھے، جو انسان کے فکر و نظر پر غالب اور اس کے شعبۂ حیات پر حاوی اور اس کی زندگی کا لازمی عنصر بن کر رہ گئے تھے۔

یہودی اور نصرانی خود کو اللہ کی چہیتی اولاد قرار دیتے تھے، فراعنہ مصر سورج دیوتا کے اوتار کی صورت اختیار کئے ہوئے تھے، شاہانِ ایران اپنی رگوں میں خدائی خون کے دعویدار تھے، چینی اپنے شہنشاہ کو آسمان کا فرزند تصور کرتے تھے اور ہندوستان میں سورج بنسی اور چندر بنسی خاندانوں کی نسبت سورج اور چاند سے قائم کی گئی تھی۔ ایرانی اپنے رنگ کے فخر سے اتنے مغلوب تھے کہ وہ حبشیوں اور ہندوؤں کو کوے کہتے تھے۔ عرب اپنی نخوت اور شوکت کے مد نظر ساری دنیا کو عجم یا بے زبان سمجھتے تھے اور ہندوؤں نے طبقاتی تفرق کے لئے ذات پات کا نظام وضع کر رکھا تھا۔

جہاں تک عرب کا تعلق تھا، وہاں بھی یہی صورتحال پوری شدت کے ساتھ نظر آتی ہے، عدنانی اور قحطانی قبائل کا باہمی تعصب کچھ اتنا شدید تھا کہ اسلام کے ابتدائی دور میں بھی ان کے اثرات گہرے تھے، پھر عدنانیوں میں مضر اور ربیعہ کی کشاکش اتنی ہی شدید تھی۔ اسی طرح قریش اور غیر قریش کی کشمکش ایک مستقل مسئلہ تھا اور خود قریش کے اندر بنو ہاشم اور بنو امیہ کی رقابتیں قدیم تھیں۔

اس باہمی تعصب نے نہ صرف آپس کی جنگ وخونریزی کو روا رکھا تھا، بلکہ نفرت وحقارت کا ایک ایسا سیلاب جاری کیا ہوا تھا جو تھمتا تھا اور نہ رکتا تھا، اس حالت نے عرب قبائل کے اندر انفرادیت پسندی اتنی بڑھادی تھی کہ ازدواجی تعلقات عموماً قبیلہ کے اندر ہی قائم کئے جاتے تھے۔

رسالت مآب ﷺ نے صدیوں سے جاری مذاہب واقوام کی ان جاہلی اور خودساختہ اقدار و روایات کا مختلف قبائل واقوام میں شادیاں کرکے عصبیت کا قدیم حصار خاک آلود کردیا۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ لکھتے ہیں:

"عربوں میں چونکہ قبیلہ داری نظام عام طور پر رائج تھا، لہٰذا رشتہ داری سے زیادہ مؤثر کوئی اور وجہ دوستی اور حلیفی کی نہیں ہوسکتی تھی، چاہے خود یہ بھی کتنی ہی کمزور چیز کیوں نہ ہو۔ لیکن اور اسباب کے مقابلے میں یہ بہر حال زیادہ مستحکم و مستقل امر تھا۔"(18)

نبی اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات جغرافیائی اعتبار سے جزیرہ نمائے عرب کے مختلف قبائل کی نمائندگی کررہی تھیں، ساتھ ہی اعلیٰ نسب اور بڑے رتبہ والے خاندانوں کے فرد ہونے کی حیثیت سے اہم اقتدار واثرات کی حامل تھیں۔

چنانچہ مکہ میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ کا تعلق بنو تیم سے، حضرت حفصہ کا تعلق بنوعدی سے، حضرت ام سلمہ کا تعلق بنو مخزوم سے، حضرت زینب بنت جحش کا تعلق بنو اسد بن خزیمہ سے، حضرت ام حبیبہ کا تعلق بنو امیہ سے تھا اور مکہ میں ان سے زیادہ بااثر کوئی خاندان نہ تھا۔

مکہ سے باہر ام المومنین حضرت زینب بنت خزیمہ اور حضرت میمونہ دونوں کا تعلق یمن کے طاقتور قبیلہ صعصعہ سے تھا۔ حضرت جویریہ وسط عرب کے بنی مصطلق کے سردار کی اور حضرت صفیہ شمالی عرب کے بنونضیر کے سردار کی بڑی صاحبزادی تھیں۔

مذکورہ بالا حقائق سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک سے زائد شادیاں قبائلی عصبیت کے خاتمہ اور پوری عرب اور مسلمان قوم کو وحدت اسلامی کی لڑی میں پرو کر اسلام کی تبلیغ واشاعت کے لئے راہیں ہموار کرنے کے لئے کیں اور آپ ﷺ کی یہ کوششیں پوری طرح بار آور ثابت ہوئیں۔

(5)۔۔۔غیر اسلامی رسوم کا خاتمہ

نبی اکرم ﷺ کی تعدد ازواج ایک سے زائد شادیوں کا ایک سبب غیر اسلامی رسوم ورواج کا خاتمہ تھا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اپنے متبنّٰی منہ بولے بیٹے حضرت زید بن حارثہ کی مطلقہ حضرت زینب بنت جحش سے نکاح کرکے عملاً اس کا خاتمہ کردیا، دنیا کی مختلف اقوام

میں رسم تبنیت رائج تھی، عربوں میں بھی اس فرسودہ رسم کو سماجی و مذہبی سند حاصل تھی، عرب معاشرہ بھی دیگر اقوام کی تابعداری میں رسم تبنیت پر کاربند تھا۔ جس کی رو سے متبنّٰی (لے پالک منہ بولا بیٹا) کو حقیقی بیٹے کا مقام دیا جاتا تھا اور متبنّٰی کی مطلقہ سے نکاح کو حد درجہ معیوب اور ذلت و عار کا باعث سمجھا جاتا تھا۔

عہدِ جاہلیت کی دیگر فرسودہ روایات اور رسوم و رواج کے خاتمہ کے ساتھ ساتھ رسم تبنیت کا خاتمہ بھی ضروری تھا، چنانچہ اس مصنوعی رسم کے خاتمہ کے لئے مشیتِ ایزدی کے بموجب خاتم الانبیاء ﷺ کا انتخاب کیا گیا۔ قرآن کریم نے رسم تبنیت کا ابطلان واشگاف الفاظ میں کرتے ہوئے اعلان کیا:

{وَمَا جَعَلَ أَدْعِيَاءَكُمْ أَبْنَاءَكُمْ ذَلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِأَفْوَاهِكُمْ وَاللَّهُ يَقُولُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيلَ (4) ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ فَإِنْ لَمْ تَعْلَمُوا آبَاءَهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ وَمَوَالِيكُمْ}[19]

"اور نہ تمہارے منہ بولے بیٹوں کو تمہارا حقیقی بیٹا بنایا ہے۔ یہ صرف تمہارے اپنے منہ کی کہی ہوئی بات ہے، اور اللہ حق بات کہتا ہے اور وہی سیدھی راہ کی طرف ہدایت کرتا ہے۔ منہ بولے بیٹوں کو ان کے باپوں کی نسبت سے پکارو، یہ اللہ کے نزدیک زیادہ منصفانہ بات ہے۔ اگر تمہیں ان کے باپ معلوم نہ ہوں تو وہ تمہارے دینی بھائی اور رفیق ہیں۔"

نبی اکرم ﷺ کی حضرت زینب بنت جحش کے ساتھ شادی پر مغربی حلقے اور معترضین بالخصوص مستشرقین رنگ آمیزی کرکے اور من گھڑت قصے پیش کرکے رسالت مآب ﷺ کے دامنِ عفت و عصمت کو داغدار کرنے میں سب سے آگے نظر آتے ہیں۔ جن میں چند یہ ہیں:

(1)... یہ کہ نعوذ باللہ ایک روز محمد ﷺ اپنے آزاد کردہ غلام زید بن حارثہ کے گھر ان کی غیر موجودگی میں داخل ہوئے اور آپ ﷺ نے زینب بنت جحش کو دیکھ کر کہا سبحان اللہ، کتنی حسین خاتون ہیں، اور نعوذ باللہ انہیں دیکھ کر آپ ﷺ ان پر فریفتہ ہوگئے، زید کو جب اس کا علم ہوا تو انہوں نے حضرت زینب کو طلاق دے دی اور محمد ﷺ نے ان سے شادی کرلی۔ معترض حلقوں اور مستشرقین کی کذب بیانی اور بدباطنی کی واضح ترین دلیل یہ ہے کہ یہ ایک ایسا من گھڑت قصہ ہے کہ جس کا ثبوت نبی اکرم ﷺ کی باعفت حیات طیبہ میں نہیں ملتا۔ جمہور مفسرین نے اس قصہ کے موضوع ہونے پر اتفاق کیا ہے۔ علاوہ ازیں یہ قصہ بے اصل، بے سند اور خلاف عقل بھی ہے۔ اس لئے کہ حضرت زینب بنت جحش، حضور ﷺ کی پھوپھی زاد بہن تھیں اور ان کا بچپن سے جوانی تک کا زمانہ نبی اکرم ﷺ کے سامنے بسر ہوا، اگر نعوذ باللہ ایسی کوئی بات ہوتی تو آپ ﷺ حضرت زید سے ان کی شادی کیوں کراتے جبکہ اس شادی پر رسالت مآب ﷺ کا اصرار بھی رہا۔ حضرت زینب کو بچپن سے جوانی تک نبی اکرم ﷺ نے بارہا دیکھا ہوگا جبکہ یہ امر بھی متعین ہے کہ اس زمانہ میں آیات

حجاب بھی نازل نہیں ہوئی تھیں اور پردے کا رواج بھی نہ تھا۔ یہ تمام قرائن مذکورہ قصہ کے موضوع اور مضحکہ خیز ہونے کے لئے کافی ہیں۔ پھر یہ بھی واضح حقیقت ہے کہ آپ ﷺ کے لئے نکاح زید سے قبل حضرت زینب سے شادی کوئی مسئلہ نہ تھا، آپ ﷺ کے لئے اس شادی میں کوئی امر مانع نہ تھا بلکہ یہ خود حضرت زینب اور ان کے ورثاء کے لئے سرمایہ افتخار بات تھی۔

(2) دوسرا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ حضرت محمد ﷺ نے اپنے متبنیٰ زید کی مُطلّقہ زینب سے شادی کر کے نعوذ باللہ قابل اعتراض اور باعثِ عار امر سرانجام دیا۔

اس مسئلہ میں ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ کیا شریعت موسوی میں توراۃ نے تبنیت کے درست ہونے کے لئے کوئی دلیل فراہم کی ہے یا مسیحیت نے تبنیت کے جواز کو تسلیم کیا ہے؟ نہیں، توراۃ یا انجیل میں ایسی کوئی تعلیم نہیں ملتی۔

معترض حلقوں بالخصوص عیسائیوں کو اس شادی پر بطور خاص اس لئے اعتراض ہے کہ اس کے ذریعہ نہ صرف تبنیت کی رسم کا بطلان ہوا بلکہ ان کے خود ساختہ عقیدہ تثلیث پر بھی چوٹ پڑتی ہے، وہ بھی باطل قرار پاتا ہے، کیونکہ رسم تبنیت کے خاتمہ کے اعلان کے بعد اسلام نے واشگاف اعلان عام کر دیا کہ ایک انسان کو دوسرے انسان کا بیٹا کہنا ایسی حالت میں کہ دونوں کے درمیان خونی رشتہ نہ ہو، بالکل جھوٹ افتراء اور بہتان ہے، تب ہی یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ایک انسان کو خدا کا بیٹا کہنا قطعاً و حتماً باطل، صریح افتراء اور بہتان ہے، انسان کو خدا کے ساتھ کوئی مشابہت ہے ہی نہیں جسم اور روح سے مرکب ہزاروں حاجتوں اور ضرورتوں کا محتاج انسان جو ایک دن پیدا ہو کر پیوند زمین بن جاتا ہے۔ کس طرح اس حی و قیوم کا فرزند ہو سکتا ہے۔ جس کی ذات سرمدی ازل سے بھی اوّل اور ابد سے بھی آخر ہے۔ یہی وہ راز اور سبب ہے جس کی بنیاد پر عیسائی حلقے نبی اکرم ﷺ کی اپنے متبنّٰی (حضرت زید کی مطلقہ) حضرت زینب بنت جحش سے شادی پر معترض اور افتراء پردازیاں کرتے نظر آتے ہیں۔

رسول اکرم ﷺ کی متعدد شادیوں کے مندرجہ بالا حقائق و اسباب در حقیقت وہ ہیں جن سے عقلِ سلیم کا حامل کوئی بھی فرد انکار نہیں کر سکتا۔ متعدد مستشرقین اس حقیقت کو تسلیم کرتے نظر آتے ہیں کہ آپ ﷺ کی بیشتر شادیاں خواہشات کی تسکین کی خاطر نہیں تھیں۔ بلکہ ان شادیوں کے مقاصد سیاسی، تعلیمی، معاشرتی، سماجی، اور متعدد ہمہ گیر تھے۔

منٹگمری واٹ (102) نے حضور اکرم ﷺ کی ہر شادی میں اس قسم کی حکمتوں کو عیاں دیکھا ہے اور دیگر مستشرقین کے برعکس اس حقیقت کو تسلیم کیا ہے کہ تعدد زوجات کے سبب حضور اکرم ﷺ پر کسی قسم کا کوئی اعتراض وارد نہیں ہوتا، وہ لکھتا ہے:

The last feature to be noted about Muhammad's marriages is that he used both his own and those of the closest companions to further political ends. This was doubtless a continuation of older Arabian Practice. All Muhammad's own marriages can be seen to have a tendency to promote friendly relations in the political sphere. Khadijah brought him wealth, and the beginning of influence in Meccan politics. In the case of Sawdah, whom he married at Mecca, the Chief aim may have been to provide for the widow of a faithful Muslim, as also in the later marriage with Zaynab bint Khuzaymah; but Sawdah's husband was the brother of a man who Muhammad perhaps wanted to keep from becoming an extreme opponent; and Zaynab's husband belonged to the clan of al-Muttalib for which Muhammad had a special responsibility, while he was also cultivating good relations with her own tribe of Amir bin Sasaah. His first wives at Madina, Aishah and Hafsah, were the daughters of the men on whom he leaned most, Abu bakr and Umar and Umar also married Muhammad's grand daughter, umm Kulthum bint Ali. Umm Salamah was not merely a deserving widow, but a close relative of the leading man of the Meccan clan of Makhzum. Juwayriyah was the daughter of the Chief of the tribe of al-Mustaliq, with whom Muhammad had been having special trouble.Zaynab bint Jahsh, besides being Muhammad's cousin, was a confederate of the Meccan clan of Abu Shams, but a social motive may have outweighed the political one in her case to demonstrate that Muhammad had broken with olde taboos. Nevertheless, the clan of Abd Shams and Abu Sufyan b. Harb in particular, were in his thoughts, for Abu Sufyan had a Muslim daughter, umm Habibah, married to a brother of Zaynab bint Jahsh; and when the husband died in Abyssinia, Muhammad sent a messenger there to arrange

a marriage with her. The marriage with Maymunah would similarly help to cement relations with her brother-in-law, Muhammad's uncle, al Abbas. There may also have been political motives in the unions with the Jewesses, Safiyah and Rayhanah.

"(حضرت) محمد ﷺ کی شادیوں کے بارے میں جس آخری بات کو ذہن میں رکھنا ضروری ہے، وہ یہ کہ وہ اپنی اور اپنے قریبی ساتھیوں کی شادیوں کو سیاسی مقاصد کے لیے استعمال کرتے تھے۔ یہ ایک ایسی رسم تھی جو عربوں میں پہلے سے جاری تھی۔ (حضرت) محمد ﷺ کی تمام شادیوں میں سیاسی تعلقات میں اضافے کا مقصد کار فرما نظر آتا ہے، خدیجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے ساتھ شادی سے آپ کو مالی آسودگی حاصل ہوئی اور ملکی سیاست میں آپ ﷺ کے اثر کا آغاز بھی اسی شادی سے ہوا۔ (حضرت) سودہ اور زینب بنت خزیمہ سے شادی کا سب سے بڑا مقصد مخلص مسلمانوں کی بیواوں کو باوقار پناہ مہیا کرنا تھا، لیکن سودہ کے خاوند کا بھائی ایک ایسا شخص تھا، جس کے متعلق محمد ﷺ یہ نہیں چاہتے تھے کہ وہ کھل کر آپ کے مد مقابل آجائے اور زینب کے خاوند کا تعلق قبیلہ بنو مطلب سے تھا، جن کے متعلق محمد ﷺ کی خصوصی ذمہ داریاں تھیں، اس کے ساتھ ساتھ محمد ﷺ زینب کے اپنے قبیلے "عامر بن صعصعہ" کے ساتھ بھی اچھے تعلقات بنا رہے تھے، مدینے میں آپ ﷺ کی پہلی دو بیویاں، عائشہ اور حفصہ ابو بکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) کی صاحبزادیاں تھیں، جن کے ساتھ محمد ﷺ کے خصوصی تعلقات تھے۔ ام سلمہ، صرف ایک مستحق بیوہ ہی نہ تھیں بلکہ وہ مکی قبیلہ بنو مخزوم کے سردار کی رشتہ دار بھی تھیں۔ جویریہ قبیلہ بنو مصطلق کے سردار کی بیٹی تھیں، جن کے ساتھ محمد ﷺ کے تعلقات خصوصی طور پر بہت خراب تھے۔ زینب بنت جحش محمد ﷺ کی پھوپھی زاد ہونے کے علاوہ قبیلہ بنو عبد شمس کے حلیف قبیلے کی فرد بھی تھیں، لیکن ان کے معاملے میں سماجی محرکات، سیاسی محرکات پر فوقیت لے گئے، کیونکہ اس شادی کے ذریعے محمد ﷺ یہ ظاہر کرنا چاہتے تھے کہ آپ ﷺ نے پرانی رسموں سے رشتہ توڑ لیا ہے۔ مکی قبیلہ عبد شمس اور ابو سفیان بن حرب خصوصی طور پر محمد ﷺ کی نظر میں تھے۔ ابو سفیان کی ایک بیٹی ام حبیبہ بھی جو مسلمان تھی اور اس کی شادی زینب بنت جحش کے ایک بھائی سے ہوئی تھی۔ ان کا خاوند جب حبشہ میں فوت ہو گیا تو محمد ﷺ نے انھیں قاصد حبشہ اس لیے بھیجا کہ ام حبیبہ سے آپ کی شادی کے انتظامات کو آخری شکل دی جائے۔ میمونہ سے شادی بھی حضرت عباس سے آپ ﷺ کے تعلقات کو مضبوط کرنے میں مدد دے سکتی تھی، جو میمونہ کے برادر نسبتی اور محمد ﷺ کے چچا تھے۔ یہودی الاصل عورتوں صفیہ اور ریحانہ سے آپ ﷺ کے تعلق کے مقاصد بھی سیاسی ہو سکتے ہیں۔"[20]

منٹگمری واٹ نے ہر شادی کے متعلق تسلیم کیا ہے کہ ان شادیوں کے مقاصد سماجی اور سیاسی تھے۔ ساٹھ سال کی عمر کے جس شخص کے پیش نظر اتنے سیاسی اور سماجی مقاصد ہوں، اس کو ان باتوں کے بارے میں سوچنے کا موقع ہی کیسے مل سکتا ہے جن باتوں کو مستشرقین حضور اکرم ﷺ کی شادیوں کے مقاصد قرار دیتے ہیں۔

تعددِ ازواج کی وجوہات

ذیل میں ہم نبی اکرم ﷺ کی تعدد ازواج کے حقائق پیش کرتے ہیں۔ جن سے قارئین پر واضح ہو جائے گا کہ آپ ﷺ کی ایک سے زائد شادیاں کن وجوہات کے تحت عمل میں آئیں۔

(1)... آپ ﷺ عرب کے اس گرم خطہ زمین سے تعلق رکھتے تھے، جہاں فطری خواہشات انسان پر غالب ہوتی ہیں۔ جہاں لوگ کم عمری میں جسمانی پختگی کو پہنچ جاتے ہیں اور جہاں خواہشات جسمانی کی آزادانہ تسکین ہر طبقے کے لوگوں میں عام تھی، اس کے باوجود محمد ﷺ نے پچیس برس کی عمر تک جب آپ ﷺ نے پہلی شادی کی کسی عورت کو ہاتھ تک نہ لگایا، سارے عرب میں آپ ﷺ بلند کردار اور اعلی اخلاق کی بناء پر "الامین" کے لقب سے پکارے جاتے تھے۔ جس سے آپ ﷺ کی اخلاقی زندگی کا اعلیٰ معیار واضح ہوتا ہے۔

(2)... آپ ﷺ کی پہلی شادی اس گرم آب وہوا میں اتنی غیر معمولی تاخیر سے حضرت خدیجہ سے ہوئی جو دوبار بیوہ ہونے والی نسبتاً ایک عمر رسیدہ خاتون تھیں، جبکہ عمر میں بھی آپ ﷺ سے پندرہ برس بڑی تھیں۔ شادی کا پیغام بھی خود حضرت خدیجہ نے دیا اور آپ ﷺ نے باوجود عمر کے اس واضح فرق اور ان کے دوبار بیوہ ہونے کے قبول کر لیا۔ اس وقت اگر آپ ﷺ چاہتے تو آپ ﷺ کو ان سے کہیں زیادہ حسین و جمیل اور نو عمر لڑکیاں شادی کے لئے مل جاتیں، اگر نعوذ باللہ آپ ﷺ پر شہوت پرستی یا لذات نفسانی کا غلبہ ہوتا۔

(3)... جس مقدس ہستی نے 25 سے 50 سال تک عین شباب کا عرصہ ایک ایسی خاتون کے ساتھ بسر کیا ہو جو عمر میں آپ ﷺ سے 15 سال بڑی اور آپ ﷺ سے قبل دو شوہروں کی بیوی رہ کر کئی بچوں کی ماں بن کر معمر ہو چکی ہو اور پھر اس ربع صدی کے زمانہ میں حضور اکرم ﷺ کی دل بستگی و محبت میں ذرا کمی نہ آئی ہو، بلکہ ان کے وفات پا جانے کے بعد بھی ہمیشہ ان کی یاد کو تازہ رکھا ہو، کیا اس مقدس ہستی کی نسبت کسی کے دل میں گمان بھی پیدا ہو سکتا ہے کہ ان کی شادی کی وجہ وہی تھی جو عام طور پر پرستاران حسن کی شادیوں میں پائی جاتی ہے۔

انہی سے آپ ﷺ کی تمام اولادیں ہوئیں، سوائے ایک صاحبزادے حضرت ابراہیم کے، وہ آپ ﷺ کے ساتھ زندگی بسر کرتی رہیں، حتیٰ کہ ان کی عمر 65 سال سے متجاوز ہوگئی، ان کی زندگی میں نہ آپ ﷺ نے کوئی شادی کی اور نہ اپنی ان بیوی کے سوا کسی اور سے تعلق رکھا۔

آریہ سماج لیڈر راج پال جس نے پیغمبر اسلام ﷺ سے عصبیت اور جنون نوازی کے اظہار کے لئے بدنام زمانہ کتاب لکھی۔ جس کا نام نقل کرنا بھی کلمہ کفر سے کم نہیں۔ اپنی زہر افشانیوں اور فتنہ انگیزیوں کے باوجود حضور ﷺ کی عائلی زندگی کے بارے میں اس اعتراف سے باز نہ رہ سکا:

"محمد ﷺ کا پہلا نکاح پچیس سال کی عمر میں ہوا، یہاں تو آریہ سماجیوں کو ماننا پڑے گا کہ محمد ﷺ نے شاستر کے مطابق زندگی کا پہلا حصہ مجرد رہ کر گزارا، وہ برہم چاری تھے اور ان کا حق تھا کہ شادی کریں، معیار خانہ داری کے پچیس برس وہ ایک ہی بیوی پر قانع رہے اور وہ بھی دو خاوندوں کی بیوہ جو نکاح کے وقت چالیس برس اور انتقال کے وقت پینسٹھ برس کی تھیں۔ اس بوڑھی عورت سے اس جوان مرد نے نباہ کی، یہ بات محمد ﷺ کی پاکیزہ زندگی پر دلالت کرتی ہے۔[21]

معروف یورپین دانشور جان ڈیون پورٹ (John Daven Port) اپنی کتاب (Appology for Muhammad and The Kuran) "اپالوجی فار محمد ﷺ اینڈ قرآن" میں اعتراف حقیقت کے طور پر لکھتا ہے:

"کہا جاتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے بی بی خدیجہ کی وفات کے بعد گیارہ یا بارہ نکاح کئے۔ اس بناء پر بعض مخالف مؤرخ آپ ﷺ پر بہت اعتراض کرتے ہیں اور آپ ﷺ کے اس فعل کو شہوت پرستی کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ (معاذ اللہ) مگر علاوہ اس بات کے کہ اہل عرب اور مشرقی لوگ آنحضرت ﷺ کے عہد میں ایک سے زیادہ نکاح کیا کرتے تھے اور ان کا یہ فعل قبیح خیال نہیں کیا جاتا تھا۔ یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ آپ ﷺ پچیس برس کی عمر سے پچاس برس تک ایک ہی بیوی پر قانع رہے... اب ہم یہ پوچھتے ہیں کہ کیا یہ ممکن ہے کہ ایک شخص شہوت پرست ہو اور ایسے ملک کا باشندہ ہو جہاں ایک سے زیادہ نکاح کرنے جائز ہوں اور وہ شخص پچاس برس کی عمر تک صرف ایک ہی بیوی پر قانع رہے۔"[22]

(4)... اُمّ المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے سانحہ ارتحال کے وقت جبکہ ان کی عمر 65 برس اور نبی اکرم ﷺ کی عمر مبارک 50 برس تھی، ان کے انتقال کے بعد آپ ﷺ کچھ عرصہ تجرد کی زندگی گزارتے رہے، تب اُمّ المؤمنین حضرت سودہ بنت زمعہ آپ ﷺ کے نکاح میں آئیں، جو اپنے شوہر سکران بن عمرو کے ساتھ ہجرت حبشہ ثانیہ سن 5 نبوی میں (جو کہ مشرکین مکہ کی طرف سے صحابہ کرام کے لئے ایذاء رسانی کا دور تھا) کر گئی تھیں۔ حبشہ سے وطن واپسی کے موقع پر ان کے شوہر کا انتقال ہو گیا تھا۔ اب انہیں پناہ اور تحفظ درکار

تھا، ان کے لئے فطری راہ یہی تھی کہ وہ خود نبی اکرم ﷺ کی پناہ میں آجائیں، نبی اکرم ﷺ نے ان سے نکاح کر کے انہیں تحفظ اور پناہ فراہم کی۔ وہ نہ تو نوعمر تھیں اور نہ ظاہری حسن و جمال کے اعتبار سے امتیازی شان رکھنے والی، ایک عام بیوہ عورت تھیں۔ اسی سال نبی اکرم ﷺ نے اپنے رفیق خاص حضرت ابو بکر صدیق کی صاحبزادی اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ کے لئے پیغام نکاح بھیجا۔ ان دونوں شادیوں کے پس پردہ کار فرما محرکات کا کوئی تعلق شہوت اور جسمانی کشش سے ہر گز نہیں تھا۔ اس کے باوجود آپ ﷺ نے پانچ برس ان کے ساتھ گزارے، اب آپ ﷺ کی عمر مبارک 55 برس ہو گئی اور کوئی نکاح اس مدت میں آپ ﷺ نے نہ کیا۔

(5)... پچپن سال سے انسٹھ سال کی عمر تک آپ ﷺ نے آٹھ شادیاں کیں، جبکہ حیات طیبہ کے آخری چار سالوں میں آپ ﷺ نے کسی عورت سے نکاح نہیں کیا، آپ ﷺ کی بیشتر شادیاں ان پانچ سالوں میں ہوئیں۔ جو کہ آپ ﷺ کی حیات طیبہ کا آخری اور اسلام کی تاریخ کا اہم ترین دور تھا۔ یہ دور آپ ﷺ کے پیغمبرانہ مشن کا مشکل ترین اور آزمائشی دور تھا۔ دوسری طرف آپ ﷺ غزوات میں صحابہ کرام کی قیادت فرما رہے تھے، یہی وہ وقت تھا جبکہ اسلامی قانون سازی جاری تھی، اور اسلامی معاشرے کی بنیادیں رکھی جا رہی تھیں، آپ ﷺ نے بیشتر نکاح اسی مخصوص دور میں کئے۔

ان حالات میں آپ ﷺ کی شادیوں کی تعبیر محض شہوانی جذبات اور جسمانی کشش کی اصطلاحات کے تحت کرنا واقعیت کی تکذیب ہے۔

رسول اکرم ﷺ کے تعددِ ازواج کے حوالے سے غیر مسلم مصنفین کا اعترافِ حقیقت:

پیغمبر اسلام ﷺ کے غیر مسلم سیرت نگار جان بیگٹ (المعروف جنرل گلپ پاشا)(John Bagot) اپنی کتاب "The Life And Times Of Muhammad" میں خاتم الانبیاء ﷺ کی 55 سے 59 سال تک کے عرصہ میں کی گئیں شادیوں پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "آپ ﷺ نے اس وقت اپنی ازواج میں اضافہ کیا جبکہ آپ ﷺ کی عمر 55 برس تھی۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ سوائے بی بی عائشہ کے آپ ﷺ کی تمام بیویاں بیوہ تھیں۔ اور ان میں سے بھی کئی ایک ادھیڑ عمر اور حسن سے عاری تھیں، بعض لوگوں کا خیال ہے کہ حضور کو نرینہ اولاد کی خواہش تھی۔ اس لئے آپ ﷺ ایک کے بعد دوسری شادی کرتے رہے۔ اگر لوگوں کا یہ خیال صحیح تھا تو حضور ﷺ بجائے ادھیڑ عمر کی عورتوں سے شادی کرنے کے نوجوان لڑکیوں سے شادی کرتے تاکہ اولاد نرینہ کی تکمیل بہتر طریقے پر ہو سکتی، بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے یہ شادیاں سیاسی مصلحت کی بناء پر کیں، بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کا منشاء ان عورتوں اور بچوں کی سرپرستی کرنا تھا۔ جن کے خاوند جنگوں میں مارے گئے"۔

موصوف مزید لکھتے ہیں:

"یہاں ایک بات قابل توجہ ہے کہ حضور ﷺ جب جوان تھے، بی بی خدیجہ کے بطن سے آپ ﷺ کے چھ بچے پیدا ہوئے، یہاں بارہ بیویوں سے ایک بھی بچہ پیدا نہیں ہوا، صرف مصری لڑکی ماریہ کے بطن سے ایک لڑکا تولد ہوا، حضور ﷺ کی بیویوں میں اکثریت اگرچہ جوان نہیں تھیں پھر بھی تولید کے قابل تھیں، مدینہ میں حضور ﷺ کو اتنا وقت بھی نہیں ملتا تھا کہ آپ ﷺ زندگی کے اس پہلو پر زیادہ توجہ دیتے۔ یوں بھی جب آپ ﷺ کی عمر مبارک پچاس برس سے تجاوز کر گئی تھی آپ ﷺ ذہنی اور جسمانی طور پر اپنے آپ کو امت کے لئے وقف کر چکے تھے۔ جہاں انسان وقت کی اہم ترین گتھیوں کو سلجھا رہا ہو اور مختلف قسم کے نازک حالات میں گھرا ہوا ہو، وہاں جنسی خواہشات کی تکمیل جو بچوں کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے، جان بوجھ کر ادھوری چھوڑ دی جاتی ہے اور یہ امت کے لئے ایک قسم کی قربانی ہے"۔

مزید لکھتے ہیں:

"حضور ﷺ کا انتقال 63 سال کی عمر میں ہوا، وفات کے وقت حضور ﷺ کی گیارہ بیویاں تھیں، ان بیویوں کی تعداد کو دیکھ کر آپ ﷺ پر نفس پرستی کا الزام لگانا سراسر زیادتی ہے۔[23]

آپ ﷺ کی حیات طیبہ جس سادگی اور تنگی میں بسر ہوتی تھی، وہ نعوذ باللہ کسی تعیش پسند اور شہوت پرست انسان کی زندگی نہیں ہو سکتی، ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بیان کے مطابق جب رسالت مآب ﷺ نے وفات پائی تو تھوڑے سے جو کے سوا گھر میں کھانے کو کچھ نہ تھا۔"

چنانچہ دشمن بھی اس امر کے معترف نظر آتے ہیں۔ لین پول (Lane Poole) "Life of Muhammad" میں لکھتے ہیں:

"یہ کہنا کہ محمد ﷺ بندہ ہوس تھے، غلط ہے، ان کی روزمرہ کی زندگی، ان کا تخت، بوریا جس پر وہ سوتے تھے، ان کی معمولی غذا، کمتر سے کمتر کام اپنے ہاتھ سے سرانجام دینا ظاہر کرتا ہے کہ وہ نفسانی خواہشات سے بلند و بالا تھے۔"(۹۰)

یورپ کا مشہور دانشور تھامس کارلائل (Thomas Carlyle) اعتراف حقیقت کے طور پر کہتا ہے:

"محمد ﷺ عیش و عشرت اور شہوانیت کے دلدادہ نہ تھے۔ یہ وہ الزام ہے جو آپ ﷺ پر ان عاقبت نا اندیش افراد نے لگایا جن کے ضمیر تاریک ہو چکے تھے۔ یہ بہت بڑی گمراہی ہوگی کہ اس شخص کو ایک بندۂ ہوس تصور کیا جائے۔ آپ ﷺ کا گھریلو ساز و سامان معمولی اور خوراک بہت سادہ اور عام قسم کی تھی، بعض اوقات ایسا بھی رہا کہ مہینوں آپ ﷺ کے گھر

میں چولہا روشن نہ ہو سکا، وہ جو آپ ﷺ کے جاں نثار اور پیروکار تھے۔ آپ ﷺ کو سچے دل سے خدا کا نبی تسلیم کرتے تھے۔ اس لئے کہ آپ ﷺ کی زندگی ان کے سامنے ایک کھلی کتاب کی طرح تھی۔ کوئی راز اور اسرار آپ ﷺ کی ذات کے ساتھ وابستہ نہیں تھا۔"(۹۱)

وہ ازواج مطہرات جنہیں آپ ﷺ نے نکاح میں قبول فرمایا، سوائے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ کے سب ہی بیوائیں یا مطلقہ تھیں، ان بیواوں میں سے کوئی بھی کسی خاص دل کشی یا حسن صورت کی حامل نہ تھیں، ان میں سے بعض عمر میں بڑی تھیں اور بیشتر نے آپ ﷺ کو پیغام نکاح دیا۔

یہ ہے نبی اکرم ﷺ کی تعدد ازواج (متعدد شادیوں) کا عمومی پس منظر اس سے کبھی یہ تاثر قائم نہیں ہو سکتا کہ یہ شادیاں جسمانی ضروریات کی آسودگی کی غرض سے یا حیاتیاتی تقاضوں کے تحت عمل میں آئی تھیں۔ یہ بات ناقابلِ فہم ہے کہ آپ ﷺ نے بیویوں کی اتنی بڑی تعداد ذاتی اغراض اور جسمانی ضروریات کی آسودگی کے لئے رکھ چھوڑی تھی۔

خلاصہ بحث:

یہ تاریخی حقیقت ہے کہ تعددِ ازواج کا قضیہ صرف نبی اکرم ﷺ کی ذاتِ اقدس یا اسلامی تعلیمات کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ دنیا کے بیشتر مذاہب میں اس کا تصور پایا جاتا ہے، جبکہ بعض ادیان اور معاشروں میں اس کی کوئی تحدید بھی نہیں ہے۔ تاریخی شواہد سے ثابت ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے تعددِ ازاوج کا تعلق محض نفساتی خواہشات کی تسکین یا دنیوی اغراض نہیں تھے، بلکہ آپ ﷺ نے عظیم دینی مقاصد کے پیشِ نظر ایک سے زیادہ شادیاں فرمائیں، جن کا تذکرہ اس آرٹیکل میں کیا جا چکا ہے، اس حقیقت کا اعتراف نہ صرف مسلمانوں بلکہ بعض غیر مسلم مصنفین نے بھی کیا ہے، لہٰذا نہ یہ کوئی قابلِ اعترض بات ہے اور نہ ہی اس سے سرورِ دوعالم ﷺ کی ذات عالیہ کے مقام و مرتبے پر کوئی اثر پڑتا ہے۔

تجاویز و سفارشات:

1۔ تعددِ ازواج کے حوالے سے اسلام اور دیگر ادیان کے تصورات پر تحقیقی و تقابلی کام کی ضرورت ہے نیز اس کے فوائد اور ثمرات پر بھی بحث کی ضرورت ہے تاکہ تعصب سے ہٹ کر اس قضیے کے اصل پہلوؤں کو اجاگر کیا جا سکے۔

2۔ بعض غیر مسلم حلقوں کی طرف سے تعددِ ازواج پر جو شبہات کئے جاتے ہیں ان کا تاریخی اور سائنسی تناظر میں تحقیقی جائزہ لینا وقت کی اہم ضرورت ہے۔

3۔ رسول اکرم ﷺ کی سیرتِ طیبہ کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کرنے اور ان پر مستشرقین کے شبہات کا مدلل جواب دینے کے لئے ان موضوعات پر علمی و تحقیقی کانفرنسز کا انعقاد یونیورسٹیوں اور تعلیمی اداروں کی ذمہ داری ہے۔

5۔ قدیم مستشرقین کے بیشتر شبہات اور اعتراضات کے جوابات اہلِ علم نے دیئے ہیں، تاہم استشراقِ جدید اور اس کے انفرادی و اجتماعی اثرات پر تحریری و تقریری کام کی ضرورت ہے۔

6۔ یونیورسٹیوں کی سطح پر استشراق جدید کے مختلف پہلوؤں پر ایم فل و پی ایچ ڈی لیول کے تحقیقی مقالات لکھوائے جائیں تاکہ دینِ اسلام اور سیرتِ طیبہ پر وارد ہونے والے اعتراضات کا علمی و مدلل جواب دیا جاسکے۔

مصادر و مراجع

(1) الأحزاب: 21

(2) Watt, W. Montgomery, Muhammad at Madina. Oxford. 1956-P:277

(3) Will Durant, The age of faith, New York, 1950, P: 172,173

(4) Geoffrey Parrinder, Sex in the world's religions. Sheldon Press, London P:151

(5) صحیح مسلم، مسلم بن الحجاج، (المتوفى: 261ھ-)، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، کتاب الرضاع، باب استحباب نكاح البكر، 2/ 1087

(6) الازہری، پیر محمد کرم شاہ، ضیاء النبی ﷺ، لاہور، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، 1418ھ، 7/ 476

(7) الأحزاب: 28

(8) الازہری، پیر محمد کرم شاہ، ضیاء النبی ﷺ، لاہور، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، 1418ھ، 7/ 476

(9) منصور پوری، قاضی محمد سلیمان، رحمۃ للعالمین ﷺ، کراچی، دارالاشاعت، 1411ھ، 2/ 143

(10) اشرف علی تھانوی، مولانا، کثرت الازدواج لصاب المعراج، صفحہ 53

(11) Margolioth D.S/ Encyclopaedia of Religion And Ethics, Edenburg, 1967, Vol. viii . P.878

(12) Watt, W. Montgomery/ Mohammad at Madina, Oxford, 1956, P.288۔

(13) The Life and Times of Muhammad, 404 ترجمہ، محمد رسول اللہ ﷺ، ص

(14) Muir, Sir William/ The Life of Mahomet, Vol iv, P.59۔

(15) John Bagot/ The Life and Times of Muhammad, P.263

(16) Irving, Washington/ The Life of Mahomet, P.160, 161,

(17) مشکوٰۃ باب المفاخرۃ، نور محمد، اصح المطابع، کراچی، ص:417

(18) محمد حمید اللہ، رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی ص316

(19) الاَحزاب:4،5

(20) الازہری، پیر محمد کرم شاہ، ضیاء النبی، 7/54، 541

(21) محمد اسمعیل قریشی ایڈوکیٹ، ناموسِ رسول ﷺ اور قانون توہین رسالت، مطبوعہ الفیصل، لاہور، 1994ء، صفحہ 72

(22) John Davenport/ An Apology for Muhammad and The Kuran, P.25,26

(23) محمد رسول اللہ ﷺ، ترجمہ کتاب مذکور، سٹیزن پبلشرز کراچی،، ص307، 308

Bibliography

An Apology for Muhammad and The Kuran. John Davenport.

Encyclopaedia of Religion and Ethics. Margolioth D.S. Edenburg, 1967.

Kasrat ul Azwaj, Maulana Ashraf Ali thanvi.

Mishkat ul Masabih. Muhammad bin Abdullah. Noor Muhammad Karkhan e Kutub, Karachi.

Muhammad at Madina. Watt, W. Montgomery. Oxford. 1956

Muhammad ur Rasool ul lAllah. Citizen publishers Karachi.

Namoos e Rasool aur Qanoon e Toheen e Risalat. Muhammad Ismail Qureshi. Al-Faisal, Lahore. 1994.

Rahmat ul Lilalamin, Qazi Muhammad Salman Mansoor poori. Darul Ishaat, Karachi. 1411AH.

Rasool e Akram (SAWS) ki siyasi zindagi. Muhammad Hameedullah.

Sahih e Muslim. Muslim bin Hajjaj.Dar Ihya al Turath al-Arabi, Beirut.

Sex in the world's religions. Geoffrey Parrinder.Sheldon Press, London

The age of faith. Will Durant. New York, 1950

The Life of Mahomet. Muir, Sir William.

The Life and Times of Muhammad. John Bagot.

The Life of Mahomet. Irving, Washington .

Zia ul Nabi. Peer Muhammad Karam Shah al-Adhari. Ziaul Quran Publications. 1418AH.